دلِ مردہ دل نہیں ہے

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر کراچی

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب : دلِ مردہ دل نہیں

تالیف : حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

صفحات : 30

تعداد : 1100

اشاعت : دوم

سن اشاعت : 2014

ناشر : مکتبۃ الفقیر کراچی

فون نمبر : 0322-2181020

ویب سائٹ : www.islamicessentials.org

ای میل : info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ : مکتبۃ الفقیر

: نزد رنگون والا ہال، بہادر آباد، کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
5	**دل میں بیماری**	1
7	**روحانی دل کے بیمار ہونے کی نشانیاں**	2
7	پہلی نشانی: عبادت ایک بوجھ محسوس ہونا	3
7	دوسری نشانی: گناہوں سے بچنا مشکل ہو جانا	4
8	تیسری نشانی: غفلت والے کام اچھے لگنا	5
8	چوتھی نشانی: خواہشات کا غلام بن جانا	6
9	پانچویں نشانی: نصیحت کا اثر نہ ہونا	7
9	**مومن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد**	8
10	**دل بیمار ہوتا کیسے ہے؟**	9
10	پہلا دروازہ: آنکھ	10
11	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	11
12	نظر کی حفاظت سے اللہ کے ہاں قبولیت	12
13	دوسرا دروازہ: کان	13
14	زبیدہ خاتون کی نیک خواہشات	14
16	تیسرا دروازہ: زبان	15
19	اللہ والوں نے خاموشی کو پسند کیا	16
20	زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ لکھا جا رہا ہے	17
21	زبان کی حفاظت کا عجیب واقعہ	18

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
19	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان کی کیفیت	23
20	دل کی بیماری دور کرنے کا پہلا قدم	25
21	ندامت کے آنسو دل کو دھو دیتے ہیں	26
22	ایک زانی کی سچی توبہ	26
23	گناہگار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عجیب معاملہ	28

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ

صدق اللہ العظیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی : اَمَّا بَعۡد

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا [1]

سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

دل میں بیماری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا﴾

ترجمۃ: ان کے دلوں میں مرض ہے اور اللہ تعالیٰ اس مرض کو بڑھا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دلوں کے مرض کا تذکرہ فرمایا۔ کیا یہ وہ دل کا مرض ہے جس کی وجہ سے دل کا دورہ پڑتا ہے یا جس کی وجہ سے انسان دل کا مریض بن جاتا ہے؟

---

(1) سورۃ البقرۃ 10

نہیں! یہ وہ دل کا مرض ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کے لئے نیک بننا اور اللہ کے احکامات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.[1]

ترجمہ: (بنی آدم کے) جسم کے اندر ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ لوتھڑا صحیح ہو جائے تو پورے جسم کے اعمال صحیح ہو جاتے ہیں اور جب اس لوتھڑے کے اندر فساد آتا ہے تو پورے جسم کے اندر فساد آتا ہے۔ جان لو کہ وہ لوتھڑا انسان کا دل ہے۔

تو پتہ چلا کہ جب یہ دل سنورتا ہے تو اعمال سنورتے ہیں اور جب یہ دل بیمار ہوتا ہے تو اعمال بگڑتے ہیں۔ آج کے ڈاکٹر جسمانی دل (physical heart) کی بیماریوں کی تشخیص کرتے ہیں اور ان کی نشانیاں بھی بتاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا کالسٹرول (cholesterol) زیادہ ہو تو یہ جسمانی دل کے بیمار ہونے کی ایک نشانی ہے۔ اسکے علاوہ بلڈ پریشر (Blood pressure) کا بڑھنا، سانس کا پھولنا ہے اور باڈی فیٹ (Body fat) کا زیادہ ہو جانا، یہ سب جسمانی دل کے بیمار ہونے کی نشانیاں ہیں۔

---

(1) مسند أحمد بن حنبل-مُسْنَدِ الْكُوفِيِّينَ- حديث النعمان بن بشير رضي الله عنه 18374

روحانی دل کے بیمار ہونے کی نشانیاں

جس طرح جسمانی دل کے بیمار ہونے کی نشانیاں ہیں بالکل اسی طرح روحانی دل کے بیمار ہونے کی بھی نشانیاں ہیں اور اس امت کے مشائخ نے ان نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

پہلی نشانی: عبادت ایک بوجھ محسوس ہونا

روحانی دل کے بیمار ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ عبادت کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور عبادت بوجھ محسوس ہوتی ہے۔ جب بندہ یہ محسوس کرے کہ عبادت میں دل نہیں لگتا اور اپنے جوش و جذبے سے نہیں کرتا بلکہ مارے باندھے کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ روحانی دل بیمار ہے۔

دوسری نشانی: گناہوں سے بچنا مشکل ہو جانا

روحانی دل کے بیمار ہونے کی دوسری نشانی یہ ہے کہ انسان کے لئے گناہوں سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انسان اپنی طرف سے کوشش کرتا ہے، کبھی کبھی سوچتا بھی ہے اور کچھ پلان بھی بناتا ہے کہ گناہ چھوڑنا ہے مگر اس کے بس میں نہیں ہوتا۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جب انسان نیا نیا گناہ کرنا شروع کرتا ہے تو گناہ کچے دھاگے کی مانند ہوتا ہے اور اس وقت اس گناہ کو چھوڑنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن اگر گناہ انسان کی عادت بن جائے تو پھر وہ گناہ جہاز کے لنگر کی مانند ہوتا ہے اور پھر اسکو چھوڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جب زندگی ایسی ہو جائے کہ گناہ چھوڑنا مشکل ہو جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ روحانی دل

بیمار ہے۔

تیسری نشانی: غفلت والے کام اچھے لگنا

روحانی دل کے بیمار ہونے کی تیسری نشانی یہ ہے کہ غفلت والے کام اچھے لگتے ہیں۔ جیسے آج کل کئی لوگوں کو گھنٹوں انٹرنیٹ (Internet) پر بیٹھنا بہت اچھا لگتا ہے۔ ایک ویب سائیٹ (Website) کے بعد دوسری اور اس کے بعد تیسری ویب سائیٹ۔ کئی لوگوں کو گھنٹوں ٹی-وی کے سامنے بیٹھنا اچھا لگتا ہے اور کئی لوگوں کو گھنٹوں فون پر باتیں کرنا بڑا اچھا لگتا ہے۔ کچھ تو ایسے ہیں کہ پوری پوری رات چیٹنگ (Chatting) کرتے ہوئے اور موبائل (Mobile) پر باتیں کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں۔ جو انسان گھنٹوں غفلت والے کاموں میں صرف کرتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا دل بیمار ہے

چوتھی نشانی: خواہشات کا غلام بن جانا

روحانی دل کے بیمار ہونے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ خواہشات انسان کو گھیر لیتی ہیں۔ در حقیقت انسان خواہشات کا غلام بن جاتا ہے۔ ابھی ایک دنیاوی خواہش ختم نہیں ہوئی کہ دوسری خواہش شروع اور دوسری ختم نہیں ہوئی کہ تیسری شروع۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کاروباری آدمی ہے اور دن رات بس یہی فکر ہے کہ کاروبار کیسے بڑھے۔ ذہن کسی اور سوچ کے لئے فارغ ہی نہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ روحانی دل بیمار ہے۔ کئی مرتبہ نوجوان کسی جنسی خواہش میں گرفتار ہوتا ہے اور دن رات بس وہی تصویر ذہن پر سوار رہتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دل بیمار ہے۔ کئی خواتین ہوتی ہیں جن کے ذہن میں چوبیس گھنٹے یہی سوچ ہوتی ہے کہ کپڑے بنالوں، جوتے ، جیولری خریدلوں، گھر کی

decoration کرلوں اور ذہن ان سوچوں سے باہر ہی نہیں نکلتا۔ یہ دلیل ہے کہ دل بیمار ہے۔

پانچویں نشانی: نصیحت کا اثر نہ ہونا

روحانی دل بیمار ہونے کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ انسان کے اوپر نصیحت کا اثر نہیں ہوتا اور نہ وہ نصیحت قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ ایک نوجوان حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت مجھے تو لگتا ہے کہ میرا دل سو گیا ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ حضرت آپ نصیحت کرتے ہیں اور ہمارے اوپر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر قرآن اور حدیث کی بات تم پر اثر نہیں کرتی تو یوں نہ کہو کہ دل سو گئے ہیں بلکہ یوں کہو کہ دل مر گئے ہیں۔ تمہارے دل تو مر گئے ہیں۔ تو یہ نشانی ہوتی ہے بیمار دل کی کہ انسان کے اوپر نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

مومن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد

اگر یہ بات کہی جائے کہ اس دل کو سنوارنا اور اس کے مرض کو دور کرنا مومن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔ لوگ سوچیں گے کہ بہت ہی عجیب بات کہہ دی کہ پوری زندگی کا مقصد دل کی بیماری کو دور کرنا ہے۔ یہ ہماری بات نہیں بلکہ یہ تو قرآنِ پاک کا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○﴾[1]

ترجمۃ: جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ نفع دے گا)۔

تو جو اللہ کے پاس بیماریوں سے پاک دل لے کر حاضر ہو گا وہی کامیاب ہو گا۔ اسی لئے اس دل پر محنت کرنی ہے اور اسی دنیا میں رہتے ہوئے کرنی ہے۔ اس کے لئے قیامت کے دن کوئی اضافی وقت (additional time) نہیں دیا جائے گا۔

دل بیمار ہوتا کیسے ہے؟

دل کی بیماری دور کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس دل میں بیماری آتی کیسے ہے؟ اس امت کے مشائخ نے اس کا جواب دیا۔ فرمایا کہ روحانی دل کے تین دروازے ہیں جن کے ذریعے سے اس دل میں بیماری داخل ہوتی ہے۔

جس طرح چور گھر میں داخل ہوتا ہے تو پولیس تفتیش کرتی ہے کہ کس دروازے سے داخل ہوا تھا۔ اسی طرح مشائخ نے تشخیص کی کہ دل میں بیماری کس دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ تو دل کے تین دروازے ہیں جن کے ذریعے بیماری داخل ہوتی ہے۔

پہلا دروازہ: آنکھ

دل کا پہلا دروازہ انسان کی آنکھیں ہیں جن کے ذریعے سے بیماری دل میں داخل

---

1. سورۃ الشعراء 88-89

ہوتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنکھ کا دل سے کیا تعلق ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ

ترجمۃ: بری نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جس نے میرے ڈر کی وجہ سے (بد نظری) چھوڑی، میں اسے ایسا ایمان عطا کرونگا جس کی حلاوت وہ دل میں محسوس کرے گا۔[1]

پتہ چلا کہ آنکھ کا دل کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کی آنکھیں قابو میں نہ ہوں اس کا دل قابو میں نہیں اور جس کا دل قابو میں نہیں اس کی شرمگاہ قابو میں نہیں۔ تو آنکھ سے جو دیکھا جائے اس کا اثر دل پر ضرور ہوگا۔ اگر یہ آنکھ والا دروازہ بند نہیں ہوگا تو دل بیمار ہو جائے گا۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں ان آنکھوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾[2]

ترجمۃ: مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں

---

1. المعجم الکبیر للطبرانی 10362 - ج10 ص173
2. سورۃ النور 30

صرف مردوں کو ہی نہیں عورتوں کو بھی اس نظر کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ (1)

ترجمۃ: اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں

نظر کی حفاظت سے اللہ کے ہاں قبولیت

دہلی میں ایک مرتبہ کافی عرصہ بارشیں نہ ہوئیں اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے کھیتوں میں فصل بھی نہ ہوئی۔ سب نے مل کر سوچا کہ اب کیا کریں۔ علماء نے کہا کہ شہر کے سارے لوگ باہر نکلیں، اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور استغفار کریں تاکہ اللہ رحمت کردیں۔ تو سارے لوگ اتنے پریشان اور تنگ تھے کہ ایک دن طے کیا گیا اور سارے لوگ شہر سے باہر آگئے جن میں امیر بھی تھے اور غریب بھی، نیک بھی اور بد بھی ، اور صبح سے اللہ سے توبہ کرنی شروع کی حتی کہ شام ہوگئی اور ایک بوند بھی اوپر سے نہیں گِری۔ اتنے میں ایک نوجوان اپنی والدہ کے ساتھ، جو اونٹ پر سوار تھی، دہلی کی طرف آرہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سارے لوگ باہر کھڑے ہیں تو اس نے کسی سے پوچھا کہ یہ سارے لوگ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ کسی نے بتایا کہ اتنے ماہ سے قحط ہے۔ سارے لوگ باہر آگئے ہیں تاکہ اللہ سے توبہ کریں، اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور اس کی رحمت طلب کریں تاکہ بارش ہوجائے۔ پھر بتایا کہ صبح سے یہاں پر ہیں اور ایک قطرہ بھی اوپر سے نہیں گرا۔ تو یہ نوجوان اپنی والدہ کے اونٹ کے پاس گیا اور اپنے ہاتھ اٹھائے۔ ابھی اس نے ہاتھ اپنے چہرے پر بھی نہیں پھیرے تھے کہ اللہ کی رحمت نے برسنا شروع

(1) سورۃ النور 31

کر دیا۔ سارے حیران کہ یہ کون ہے جس کی دعا میں اتنی تاثیر ہے کہ ہاتھ اٹھائے اور بارش آگئی۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ نوجوان کیا تو اللہ کا ولی ہے؟ ایسا کیا معاملہ ہے کہ ابھی تو نے ہاتھ اٹھائے اور یہ بارش برسنے لگی۔ اس نے کہا کہ میں تو کوئی نیک بندہ نہیں مگر میں نے جو دعا کی وہ دعا ایسی تھی کہ اللہ نے رحمت کر دی۔ لوگوں نے پوچھا ایسی کیا دعا کی؟ کہا کہ درحقیقت اونٹ پر میری والدہ سوار ہیں۔ میں نے اپنی والدہ کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر دعا کی کہ اے اللہ یہ میری والدہ ہیں اونٹ پر اور یہ وہ عورت ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی اپنی نگاہ کسی نامحرم پر نہیں ڈالی۔ میں تجھے ان کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں اپنے بندوں پر بارش برسا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ مومن اپنی آنکھ کی حفاظت کرے اس لئے کہ جس کی آنکھ محفوظ نہیں، اس کا دل محفوظ نہیں۔

دوسرا دروازہ: کان

کان کے ذریعے سے بھی بیماری دل میں داخل ہوتی ہے۔ کان اگر وہ بات سنیں گے جو جائز نہیں اور جن کا سننا شریعت نے منع کیا ہے تو دل کے اوپر سو فیصد اثر ہو گا اور دل بیمار ہو جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ [1] ترجمہ: کانوں کا زنا (بُرا) سننا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

❶ صحیح مسلم - کِتَابُ الْقَدَرِ - بَابُ قُدِّرَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا وغیرہ 2657

الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ[1].

ترجمۃ : گانا (موسیقی) دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح کہ پانی پیدا کرتا ہے (اگاتا ہے) کھیتی کو۔

ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے ہٹ گئے جہاں سے بانسری کی آواز آرہی تھی۔ پھر اپنے ساتھی سے پوچھا کہ کیا تمہیں آواز آرہی ہے کسی چیز کی؟ جواب ملا کہ نہیں۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں اور فرمایا کہ

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا[2]

ترجمۃ : میں ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس جیسی آواز سنی (یعنی اس بانسری جیسی) تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں۔

تو پتہ چلا کہ کان سے جو سنتے ہیں اس کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ اس کان سے جو اچھا سنے گا، اللہ کا قرآن سنے گا اور نیکی کی باتیں سنے گا گویا کہ اس نے اپنے کان کو محفوظ کر لیا اور اپنے دل کو بیمار ہونے سے بچا لیا۔

زبیدہ خاتون کی نیک خواہشات

ہارون رشید مسلمانوں کا ایک نیک بادشاہ گزرا ہے جس کی حکومت تین برِّ اعظم

---

1. شعب الإيمان للبيهقي 4746 – ج7 ص108
2. سنن أبي داؤد – كتاب الأدب – باب كراهية الغناء والزمر 4924

پر محیط تھی۔ اپنی بادشاہت کے امور کے علاوہ ہر رات سو رکعت نوافل پڑھنے کا معمول تھا۔ لیکن نیکی کے معاملے میں اس کی بیوی زبیدہ خاتون اس سے بھی آگے تھی۔ ہارون رشید ایک مرتبہ بہت خوش ہوا اور اس حال میں اپنی بیوی سے کہا کہ جو مانگتی ہے مانگ لے میں تیری خواہش کو پورا کروں گا۔ آج کی کسی عورت کو یہ آپشن(option) دیا جائے تو مختلف ڈیزائین کے زیورات، مختلف ڈیزائین کے گھر، مختلف قسم کے کپڑوں کی فہرست سامنے آجائے گی۔ مگر یہ اللہ کی نیک بندی تھی کہنے لگی اچھا، میری خواہش یہ ہے کہ یہ جو دریائے فرات بہہ رہا ہے عراق سے، اس میں سے ایک نہر نکالوں اور وہ نہر میدانِ عرفات تک لے جاؤ۔ کہاں عراق اور کہاں میدانِ عرفات۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے کہا تھا کہ جو کہوں گی وہ پورا کریں گے تو بس یہ پورا کریں۔ بادشاہ چونکہ اپنی زبان دے چکا تھا اس لئے انکار نہیں کر سکا البتہ کہنے لگا کہ اسے پورا تو کر دونگا مگر وجہ تو بتاؤ کہ ایسا کیوں کرنا ہے؟ اس نے کہا کہ ہندوستان، ایران اور عراق کی طرف سے جو لوگ حج پر جاتے ہیں ان کے پاس پانی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ راستے میں ان کے جانور بھی فوت ہو جاتے ہیں اور کئی مرتبہ حجاج بھی فوت ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ نہر نکل جائے گی تو حاجیوں کو سہولت ہو جائے گی۔ چنانچہ کام شروع ہوا، ایک عرصہ دراز تک چلتا رہا، لاکھوں لوگوں نے اس پر کام کیا، کروڑوں روپے بیت المال کے لگے اور ایک وقت ایسا آیا کہ یہ نہر دریائے فرات سے نکل کر میدانِ عرفات تک پہنچ گئی۔ اس نہر کو نہرِ زبیدہ کہتے ہیں اور آج بھی اگر عرفات جائیں تو اس کے آثار نظر آتے ہیں۔ سیکڑوں سال تک انسان، حیوان، چرند اور پرند نے اس نہر سے فائدہ اٹھایا ہے۔ تو زبیدہ خاتون کے کہنے پر یہ نہر بنی۔

مگر اصل وجہ اس کے شوہر سے نیکی میں آگے نکلنے کی یہ تھی کہ اس نے اپنے کان کی بھرپور طرح سے حفاظت کی تھی۔ اس نے اپنے محل میں تین سو حافظات تنخواہ پر رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ان کی تین شفٹیں بنائی ہوئی تھیں یعنی ہر شفٹ میں سو حافظات ہوتی تھیں۔ ان کو محل کے مختلف کمروں، برآمدوں اور کونوں میں بٹھا دیا جاتا تھا اور ان کا کام اپنی شفٹ میں بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا ہوتا تھا۔ اس طرح پورے محل میں ہر وقت سو حافظات کے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ یہ زبیدہ خاتون کی خواہش تھی کہ میں محل میں جدھر بھی جاؤں میرے کان میں صرف اس مبارک کلام کی آواز آئے۔ حیرت ہوتی ہے کہ وقت کی ملکہ ہے اور نیکی میں ایسا کمال۔ چنانچہ کان میں صرف اللہ کے کلام کی آواز جاتی تو اس کان کے ذریعے سے اس عورت کے دل میں بیماری نہیں جاسکتی تھی۔ اس لئے وہ عورت اپنے خاوند، جو رات مین سو سو رکعت نفل پڑھتا تھا، سے بھی زیادہ نیک سمجھی جاتی تھی۔ یہ کان کی حفاظت تھی جس کی وجہ سے اس کے دل کی خواہشات پاک ہو چکی تھیں۔

تیسرا دروازہ: زبان

دل کا تیسرا دروازہ انسان کی زبان ہے۔ اس زبان سے ہم جو کچھ کہتے ہیں اس کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ یَضْمَنْ لِي مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ [1]

ترجمۃ: کہ جو مجھے (دو چیزوں کے صحیح استعمال کی) ضمانت دے گا۔ میں اس کو جنت

[1] صحیح البخاری- کتاب الرقاق -باب حفظ اللسان 6109

میں داخلے کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایک جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان چیز ہے (یعنی اس کی زبان) اور دوسری جو اس کی دونوں رانوں کے درمیان ہے (یعنی اس کی شرمگاہ)۔

اگر غور کیا جائے تو ہم اپنے روزمرہ گناہوں میں سب سے زیادہ گناہ اس زبان سے کرتے ہیں اسی زبان سے ہم جھوٹ بولتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے

إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ [1]

ترجمہ: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلے جاتا ہے اس کی بدبو کی وجہ سے۔

عبدالرحمن بن ابی قراد سے روایت ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ.........مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللهَ وَرَسُولَهُ، أَوْ يُحِبَّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ [2]

ترجمہ: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کا پانی لے لے کر (اپنے چہروں اور جسموں) پر ملنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کیا چیز اس کام پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ جواب سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے حقیقی محبت ہو، یا یہ کہ اللہ اور اس کے

---

1. جامع الترمذي-أبواب البر والصلة -باب ما جاء في الصدق والكذب 1972
2. شعب الإيمان للبيهقي 1440- ج3ص 110

رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک یہ زبان سیدھی نہیں ہو گی، اللہ اور اس کے رسول سے تعلق پکا نہیں ہو گا۔

✍ اسی زبان سے ہم غیبت بھی کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے

"اَلْغِیبَۃُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا"[1] ترجمۃ: غیبت زنا سے بھی زیادہ برا گناہ ہے۔

✍ اسی زبان سے ہم اپنے قریبی رشتے داروں سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

ذرا سی بات پر زندگی بھر کیلئے دشمن بن جاتے ہیں کہ فلاں سے تو میرا رشتہ ختم ہے، نہیں جانا فلاں کے گھر پر اور نہیں بات کرنی ہم نے فلاں کے ساتھ جبکہ حدیثِ پاک میں ہے

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ[2]

ترجمۃ: قریبی رشتے داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

آج تو باپ بیٹے سے کہتا ہے کہ نکل جا میرے گھر سے۔ باپ بیٹے کو گھر سے نکال رہا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو جنت سے نکال رہا ہوتا ہے کیونکہ رشتہ قطع کر رہا ہوتا ہے۔ تو اسی زبان سے تو ہم رشتہ قطع کرتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تلوار وہ کام نہیں کرتی جو یہ زبان کام کر جاتی ہے۔

✍ اسی زبان سے ہم غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے:

❶ شعب الإیمان للبیهقي 6315 – ج9 ص98-99

❷ جامع الترمذي – أبواب البر والصلة – باب ما جاء في صلة الرحم 1909

إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ [1]

ترجمہ : غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسے کہ ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔
توزبان کے غلط استعمال کی وجہ سے اپنا ایمان بھی خراب کر دیتے ہیں۔

✍ اسی زبان سے تو لوگوں کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔
آج تو میاں بیوی ایک دوسرے کی مخالفت میں زبردست arguments کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ایک سنائے گی یہ دو سنائے گا، وہ دو سنائے گی یہ چار سنائے گا اور اسی طرح بحث کرتے رہتے ہیں جب تک جیت نہ ہو جائے اور دوسرے کو نیچا نہ دکھا دیں
جبکہ حدیث پاک میں آتا ہے

أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا [2]

ترجمہ : میں اس شخص کو جنت میں داخلے کی ضمانت دیتا ہوں جو بحث کرنا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔

✍ اسی زبان سے ہم ناشکری کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ○ [3]

ترجمہ : اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے

---

❶ شعب الإيمان للبيهقي 7941 — ج10 ص 431-532، مشكاة المصابيح — كتاب الأدب — باب الغضب والكبر 5118

❷ سنن أبي داؤد — كتاب الأدب — باب في حسن الخلق 4800

❸ سورۃ ابراہیم 7

اسی زبان سے ہم طعنے دیتے ہیں اور دوسروں کی دل آزاری کرتے ہیں جبکہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں ان سب پر سخت وعید ہیں۔

اللہ والوں نے خاموشی کو پسند کیا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

مَنْ صَمَتَ نَجَا [1] ترجمہ: جو چپ رہا وہ نجات پا گیا۔

یہ ایک سنہری اصول ہے اس زبان کی حفاظت کے لئے کہ آدمی اپنی زبان کو بری اور فضول باتوں سے روکے رکھے۔ اسی لئے جب لوگ اللہ والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ انہیں خاموش رہنا سِکھاتے ہیں۔ بولنا تو ہر ایک جانتا ہے مگر یہ چپ رہنا سیکھنا پڑتا ہے۔

کسی کہنے والے نے کہا:

ع کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے وہ اتنا ہی خاموش ہے

تو یہ خاموشی ظرف کی نشانی ہے۔ ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عادتاً بہت کم گو تھے۔ ایک مرتبہ ان کے کچھ شاگرد ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی نے کہا حضرت کچھ نصیحت فرمائیں، لوگوں کو فائدہ ہو جائے گا۔ حضرت فرمانے لگے کہ جن کو ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں ہوا ان کو ہمارے الفاظ سے بھی فائدہ

---

1. جامع الترمذي – أبواب صفة القيامة والرقائق والورع 2501

نہیں ہو گا۔ تو یہ خاموشی بھی سیکھنے والی چیز ہے۔

زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ لکھا جارہا ہے

ایک نوجوان فحش کلامی کر رہا تھا کہ قریب سے ایک بزرگ گزرے اور انہوں نے کہا کہ اے نوجوان دیکھ تو اللہ کے پاس کیسا خط بھیج رہا ہے۔ اس نوجوان نے کہا کہ بڑے میاں آپ کس خط کی بات کر رہے ہیں، نہ تو میرے پاس کوئی کاغذ ہے اور نہ ہی کوئی قلم۔ آگے سے ان بزرگ نے قرآنِ پاک کی یہ آیت پڑھی

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (1)

ترجمہ: نہیں نکلتا تمہاری زبانوں سے کوئی لفظ مگر یہ کہ ایک نگہبان فرشتہ اسے لکھ رہا ہوتا ہے۔

اسی لئے ہر وقت فکر رہنی چاہئے کہ زبان سے کوئی غلط بات نہ نکلے۔

زبان کی حفاظت کا عجیب واقعہ

عرب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو بیٹوں کے ساتھ حج کرنے گئی تو حج سے واپسی پر قافلے سے بچھڑ گئی اور صحرا میں گم ہوگئی۔ ایک آدمی نے اس کو دیکھا تو سوچا کہ یہ بوڑھی عورت ہے ہو سکتا ہے کہ گم ہو گئی ہو تو وہ اس کے قریب گیا اور پوچھا کہ اماں! کیا گم

---

(1) سورۃ ق 18

ہوگئی ہو؟ تو جواب آیا ﴿مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ[1]﴾ یعنی جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ۔ قرآن کی یہ آیت پڑھی تو وہ سمجھ گیا کہ یہ عورت واقعی گم ہوگئی ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم حج کرنے کے لئے آئی تھی۔ اس نے پھر قرآن کی ایک آیت پڑھی﴿وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ[2]﴾ کہ حج اور عمرہ صرف اللہ کے لئے کرو۔ تو وہ پھر سمجھ گیا کہ یہ حج کرنے کیلئے آئی تھی۔ اس آدمی کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ راستے میں چلتے ہوئے اس نے جتنے بھی سوالات پوچھے، جواب میں قرآن کی آیت ہی سے جواب دیتی۔ حتی کہ سامنے ایک قافلہ نظر آیا تو اس نے پوچھا کہ اماں اپنے بیٹوں کے نام بتاؤ کہ میں ان کو ڈھونڈوں اور تمہیں ان تک پہنچادوں۔ جواب آیا﴿اِبۡرٰھٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ[3]﴾ قرآن کی یہ آیت پڑھی تو میں سمجھ گیا کہ یہ اس کے بیٹوں کے نام ہیں۔ قافلہ کے قریب جاکر میں نے یہ نام پکارے تو تین نوجوان آئے۔ اس نے ان تینوں کو پورا معاملہ بتایا اور انہیں ان کی والدہ سے ملا دیا۔ بیٹے بڑے خوش ہوئے اور اس کے لئے کھانے کا انتظام بھی کیا۔ کھانے کے بعد ان لڑکوں سے کہا کہ تمہاری والدہ تو میرے ہر سوال کا جواب صرف قرآن کی آیات کے ذریعے سے ہی دے رہیں تھیں اور اس کے علاوہ انہوں نے پورے سفر میں کوئی گفتگو ہی نہیں کی۔ بیٹے نے کہا کہ آپ حیران ہیں کہ پورے سفر میں ہماری والدہ نے قرآن کے علاوہ کوئی بات نہیں کی حقیقت تو یہ ہے کہ

---

1. سورۃ الأعراف 186
2. سورۃ البقرۃ 196
3. سورۃ البقرۃ 136

پچھلے بیس سالوں سے ہماری والدہ نے قرآن کے علاوہ اور کوئی کلام کیا ہی نہیں۔ تو جن کو پتہ چل جاتا ہے کہ زبان کا غلط استعمال انہیں کس طرح برباد کر سکتا ہے وہ اس زبان کو سنبھال کر استعمال کرتے ہیں۔

تو دل کے تین دروازے، آنکھ، کان اور زبان جب ہم کھول دیتے ہیں اور ان تین جگہوں سے گناہ کرتے ہیں تو یہ گل مرجھا جاتا ہے آج ہمیں فکر ہی نہیں اس دل کی جبکہ جب دل بگڑتا ہے تو ایمان میں بھی بگاڑ آجاتا ہے۔ نہ تو اعمال کی وہ کیفیت رہتی ہے اور نہ ہی ایمان کی وہ کیفیت رہتی ہے جو ہونی چاہئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی کیفیت

نبی ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کے ایمان کی کیفیت کے حوالے سے دریافت فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے ایمان کا حال پوچھا

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ؟" قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا............الخ [1]

تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے اس حال میں صبح کی جیسے میں اللہ کے عرش کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور میں اہل جنت کو جنت کے اندر زندگی گزارتے دیکھ رہا ہوں اور جہنم والوں کو جہنم میں چیخ و پکار کرتے دیکھ رہا ہوں۔

نبی ﷺ نے ان کا جواب سن کر فرمایا کہ اے حارث! تو نے حقیقت کو پہچان لیا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے بھی ان کے ایمان کی پختگی پر مہر لگا دی۔ کیا کیفیت ہو گی ان کے ایمان کی

❶ شعب الإيمان للبيهقي 10107- ج13ص 159

کبھی نبی ﷺ فرماتے تھے کہ بتاؤ کہ کس نے کتنا موت کو یاد کیا؟(اس لئے کہ موت کو زیادہ یاد کرنا بھی ایمان کی دلیل ہے)تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جواب دیتے کہ اے اللہ کے نبی نماز شروع کرتے ہیں تو نماز ختم ہونے کا یقین نہیں ہوتا، موت کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس طرح نبی ﷺ صحابہ کو اپنی کیفیات کی فکر کرنے کی تعلیم دیتے کہ ایمان کم نہ ہو جائے

چنانچہ صحیح مسلم کی مشہور حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملے اور پوچھنے لگے کہاں جارہے ہو؟ جواب دیا: کیا پوچھتے ہو، "نَافَقَ حَنۡظَلَةُ" حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے خیر تو ہے کیا کہہ رہے ہو؟ جواب دیا کہ ہم جب حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت و دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب گھر آتے ہیں تو دنیا کے دھندوں میں مشغول ہو کر اور بیوی بچوں میں مصروف ہو کر یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ اگر یہ نفاق ہے تو پھر میں بھی اس میں مبتلا ہوں۔ تو دونوں کو اپنے دل کی کیفیت کی کتنی فکر تھی کہ یہ اوپر نیچے (Up and down) ہوتی رہتی ہے تو یہ ڈاؤن ہوتی ہی کیوں ہے؟ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے پوری صورتِ حال بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا

وَالَّذِي نَفۡسِي بِيَدِهِ إِنۡ لَوۡ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنۡدِي، وَفِي الذِّكۡرِ، لَصَافَحَتۡكُمُ

الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ [1]

اگر تمہاری یہ حالت جو میری مجلس میں ہوتی ہے یا ذکر اللہ کی حالت میں ہوتی ہے، ہر وقت باقی رہتی تو فرشتے تم سے تمہارے گھروں اور راستوں میں مصافحہ کرتے اور ملتے۔

تو پتہ چلا کہ نبی ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھاتے تھے کہ اپنے دل کی فکر کیسے کرنی ہے کہ ایمان کم نہ ہو جائے اور اللہ سے تعلق کم نہ ہو جائے اور ایک ہم ہیں کہ کوئی فکر ہی نہیں ہے اس دل کی۔ جو جی میں آتا ہے اس قسم کا گناہ کر بیٹھتے ہیں جبکہ اسی لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے دل بیمار ہو جاتے ہیں۔

دل کی بیماری دور کرنے کا پہلا قدم

اب جب ہمارے دل بیمار ہو ہی گئے ہیں تو ان کا علاج کیسے ہو گا؟ دل کی بیماری کو دور کرنے کا پہلا قدم ہے توبہ کرنا۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

إِنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ [2]

تَرْجَمَہ: بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرلیتاہے تووہ سیاہی دور کر دی جاتی ہے اوراگر توبہ کے بجائے گناہ پر گناہ کیے

---

1. صحیح مسلم – کتاب التوبة – باب فضل دوام الذكر والفكر في أمور الآخرة والمراقبة الخ 2750
2. جامع الترمذي – أبواب تفسير القرآن – باب ومن سورة ويل للمطففين 3334

جاتا ہے تو سیاہی بڑھتی رہتی ہے حتی کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

اس لئے اگر ہم اپنا دل سیاہ کر ہی چکے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ توبہ واستغفار کے ذریعے اسے باطنی غسل دیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ [1].

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو اس لئے مومن کو چاہئے کہ وہ خوب توبہ کرے۔

ع صبح توبہ شام توبہ، لب پہ میرے مدام توبہ

بے اثر ہو یا با اثر ہو، اپنے کرنے کا کام توبہ

تو مومن کے کرنے کا کام ہے توبہ۔ توبہ سے اللہ تعالیٰ اس دل کو پھر زندہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ توبہ کرنے والے کے بارے میں آتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ﴾ [2]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو گی کہ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ تو یہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ سے بھٹکے ہوؤں کو اللہ سے ملا دیتا ہے۔

ندامت کے آنسو دل کو دھو دیتے ہیں

---

1. سنن ابن ماجہ—کتاب الزھد—باب ذکر التوبۃ 4250
2. سورۃ البقرۃ 222

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے ابراہیم اپنا دل دھولیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر حیران ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ! یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنا دل دھوؤں کیونکہ پانی تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دل پانی سے نہیں دھلتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت کے آنسوؤں سے دھلتا ہے۔

ایک زانی کی سچی توبہ

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ سات مرتبہ سنا ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک بڑا مالدار اور عیاش نوجوان تھا جس کا نام کفل تھا۔ ہر رات وہ کسی عورت کو پیسے دے کر اس کے ساتھ زنا کرتا اور سالوں سے اس کا یہی معمول تھا۔ شہر کا ہر بندہ جانتا تھا کہ کفل بہت بڑا زانی اور گنہگار ہے۔ ایک دن ایک عورت سے اس نے معاملہ کیا کہ میں ساٹھ اشرفیاں تجھے دوں گا تو نے کل رات میرے پاس آنا ہے۔ عورت نے حامی بھرلی اور اگلی رات وہ اس کے پاس آئی۔ جب وہ مل کر بیٹھے تو اس عورت کی آنکھوں میں آنسو آگئے تو کفل نے پوچھا کہ اب تو کیوں رو رہی ہے، کیا میں نے تجھے پیسے نہیں دیئے؟ اس عورت نے کہا کہ پیسے تو تو نے مجھے دے دیئے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ میں یہ کام نہیں کرتی۔ یہ گناہ زندگی میں پہلی مرتبہ کر رہی ہوں اور یہ گناہ کرتے ہوئے اللہ سے بہت ڈر رہی ہوں مگر مجھے پیسے کی اتنی ضرورت تھی کہ میں یہ کام کرنے پر مجبور ہوگئی ہوں اور یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگی اور کہنے لگی کہ میں اس بات پر شرمندہ ہوں کہ اللہ پاک مجھے اس حال میں دیکھ رہے ہوں گے کہ اب میں تیرے ساتھ یہ گناہ کرنے والی ہوں اور پھر وہ

خوب روئی۔ حتی کہ اس بات کا کفل کے دل پر بھی بہت اثر ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ عورت جس نے ایک مرتبہ بھی یہ گناہ نہیں کیا اس کو اتنا اللہ کا خوف ہے اور اس کو اتنی شرم آرہی ہے کہ اللہ مجھے اس حال میں دیکھ رہے ہیں اور ایک میں ہوں کہ سالوں سے ہر رات یہ گناہ کر رہا ہوں۔ اس کو بڑا عجیب محسوس ہوا کہ میں اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ وہ بڑا پریشان ہوا اور اس پریشانی کے عالم میں اس عورت سے کہا کہ تو چلی جا میں نے تیرے ساتھ یہ گناہ نہیں کرنا تو یہ پیسے بھی رکھ لے۔ وہ عورت جب جانے لگی تو اس نے پیچھے سے کہا یہ بھی سن لے کہ اب میں نے بھی یہ والا گناہ کبھی نہیں کرنا ہے۔ وہ عورت چلی گئی اور اللہ کی شان اسی رات کفل کا انتقال ہو گیا۔ پورے شہر میں یہ بات پھیلی کہ اس گناہگار کا انتقال ہو گیا مگر کوئی یہ بات نہیں جانتا تھا کہ وہ اسی رات سچی توبہ کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس گنہگار بندے کی سچی توبہ اتنی پسند آئی کہ "مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ" اللہ تعالیٰ نے اس کے دروازے پر لکھوا دیا

"إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ" کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت فرمادی[1]۔

توجو بندہ اپنے دل سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کرتے ہیں۔

گناہگار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عجیب معاملہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا، "اے اللہ، جب آپ کا کوئی نیک بندہ آپ کو پکارے تو آپ جواب میں کیا فرماتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، "اے میرے

---

1. جامع الترمذي—أبواب صفة القيامة والرقائق والورع 2496

پیارے موسیٰ جب میرا نیک بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں جواب میں کہتا ہوں "لبیك" کہ میرے بندے میں حاضر ہوں۔ پھر پوچھا اے اللہ جب زاہد بندہ پکارتا ہے؟ فرمایا کہ میں اس کو بھی "لبیك" سے جواب دیتا ہوں۔ پھر پوچھا اے اللہ روزے رکھنے والا جب پکارتا ہے؟ فرمایا میں اس کے جواب میں بھی "لبیك" کہتا ہوں۔ پھر آخری مرتبہ پوچھا کہ اے اللہ جب آپ کا گناہ گار بندہ آپ کو پکارتا ہے تو آپ کیسے جواب دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اقول لبیك لبیك لبیك" کہ میں تین مرتبہ جواب دیتا ہوں کہ اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وجہ بیان فرمائی کہ جب کوئی نیک بندہ مجھے پکارتا ہے تو وہ اپنے اعمال پر اعتماد کر رہا ہوتا ہے اور جب میرا کوئی گناہ گار بندہ مجھے پکارتا ہے تو وہ میری رحمت پر اعتماد کر کے مجھے پکار رہا ہوتا ہے اور یہ میرا قانون ہے کہ جو مجھ پر توکل کرتا ہے میں اس کے لئے کافی ہو جاتا ہوں۔ اس لئے گناہ گار بندے کو تین بار "لبیك" کہتا ہوں۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور اللہ سے مدد مانگیں کہ ہمیں اپنے دل کے تینوں دروازوں کی صحیح طرح حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بخشے ہوئے گناہ گاروں کی قطار میں شامل فرمائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين

دلِ مغموم کو مسرور کر دے　　دلِ بے نور کو پُرنور کر دے
فروزاں دل میں شمعِ طور کر دے　　یہ گوشہ نور سے معمور کر دے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی　　میرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مۓ وحدت پلا مخمور کر دے　　محبت کے نشہ میں چُور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا　　خدایا اس کو تو بے مقدور کر دے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی　　میرے باطن کی ظلمت دور کر دے
دلِ مغموم کو مسرور کر دے　　دلِ بے نور کو پُرنور کر دے